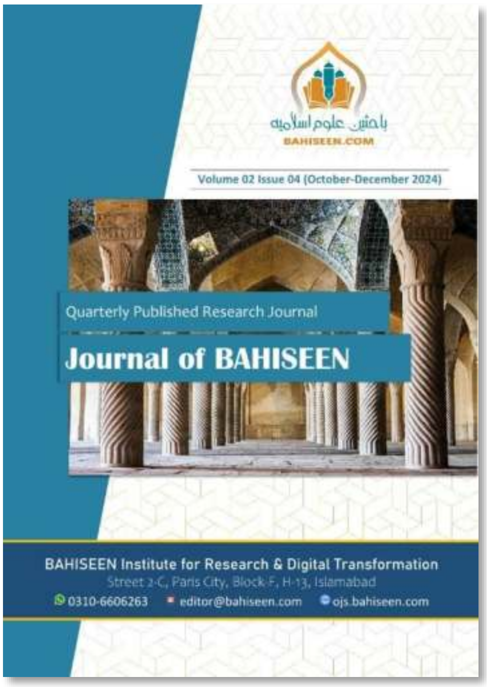

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 02, Issue 04,
October-December 2024
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly

Copyright ©
Year: 2024
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access

Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

سیرت نگاری کی تاریخ وتدوین اور مطالعہ سیرت ومصادرِ سیرت کا ارتقائی جائزہ

The Historical Development and Compilation of Biography Writing, along with an Evolutionary Review of The Study of Seerah And its Sources

Dr. Hafiz Muhammad Sani
Incharge Dean Faculty of Islamic Learning, Federal Urdu University, Karachi
Email: msani@fuuast.edu.pk
Dr. Aman Ullah
Lecturer, Department of Islamic Studies, Makran University, Balochistan
Email: Amanamin400@gmail.com

Abstract

There is a deep connection between the sayings and actions of the Prophet Muhammad and his life story, because both are essential for understanding his teachings. The preservation and compilation of Hadith began in the early period. And this is also the starting point of the compilation of Seerah. The work on Seerah began in the late first century.

The contributions of scholars in preserving the Seerah and Hadith are invaluable. In the early period, the noble companions (may Allah be pleased with them) dedicated their lives to safeguarding the biography of the Prophet ﷺ and the blessed Hadith. After them, the Tabi'n and Tabi' Tabi'n upheld this tradition, systematically compiling and structuring the sciences of Hadith and Seerah.

Ibn Ishaq, Ibn Hisham, Imam Tabari, and other biographers played a significant role in preserving the life of the Prophet ﷺ. Over time, research and critical analysis continued in Seerah literature, with scholars from different eras contributing new studies to ensure its preservation and advancement. Due to these efforts, today we have authentic sources of Seerah and Hadith, which serve as valuable guides in understanding the teachings of the Prophet ﷺ.

Keywords: Prophet Muhammadﷺ, Seerah, Hadith, compilation

سیرت نگاری کی تاریخ، اس کی تدوین، مطالعہ سیرت اور "مصادرِ سیرت" میں حدیثِ نبویؐ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلیدی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ چناں چہ یہ ایک مسلّمہ امر اور طے شدہ حقیقت ہے کہ "حدیث اور سیرت" لازم وملزوم ہیں۔ چنانچہ "سیرت النبی" کے بنیادی مصادر ومراجع اور سیرت نگاری کے عمل میں سرورِ کائنات، فخرِ موجدات، امام الانبیاء، سید المرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی "حدیث وسنت" اور آپؐ کے اقوال وافعال سے صرفِ نظر ممکن ہی نہیں، "حدیث" "سیرت نگاری، مطالعہ سیرت اور مصادرِ سیرت کی اساس اور بنیاد ہے۔ قرآنِ کریم جس طرح قرآنِ ناطق، صاحبِ خُلقِ عظیم کی حیات وتعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت کی اساس ہے، اسی طرح "حدیثِ نبویؐ" کو سیرت کے مصادر ومراجع میں قرآنِ پاک کے بعد کلیدی اور بنیادی مصدر گردانا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ قرآن کی جمع وتدوین کے بعد رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین وارشادات، آپؐ کے اقوال وافعال، سنن واحادیث، آپ ﷺ کے خصائل وشمائل، احوال واخبار غرض یہ کہ آپؐ کی ذاتِ اطہر سے نسبت وتعلق رکھنے والی ہر بات اور ہر شے کو محفوظ

مُدوّن کرنے کا جو مہتم بالشّان اہتمام کیا گیا وہ اسلامی تاریخ کا ایک تاریخ سازاور قابلِ فخر باب ہے۔صحابہء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، محدثین اور سیرت نگاروں کی اس میدان میں مساعیِ جمیلہ اور مخلصانہ کاوشوں کی بنیاد پر حدیث، سنت اور سیرت جیسی اصطلاحات اور قابلِ فخر علوم وجود میں آئے۔

مذکورہ اصنافِ ثلاثہ میں سے ہر صنف اور ہر اصطلاح کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ پاک، آپؐ کے فرامین وارشادات، احوال وقوال وافعال اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ہے۔ جن کی عظمت واہمیت تاریخ کے کسی دور میں کم نہ ہو گی۔ یہ اسلامی علوم کا سرچشمہ اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے تعلق ووابستگی، آپؐ کی حیات وتعلیمات سے راہ نمائی اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا بنیادی وسیلہ ہے۔ بلاشبہ سیرتِ نبوی اور شریعتِ اسلامیہ کا دوسرا ماخذ ومصدر "حدیث وسنتِ نبویؐ" ہے۔ اس لحاظ سے تدوینِ حدیث کی تاریخ گویا تدوینِ سیرت کی تاریخ ہے چناں چہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حدیث کی کم وبیش ہر کتاب میں سیرتِ نبوی کا مستند، بنیادی اور ضروری مواد موجود ہے۔ اسی بناء پر محدثین کا طبقہ یا اصحابِ حدیث اور سیرت نگاروں یا اصحابِ سیرت "حدیث وسنت" دونوں علوم وفنون کے جامع اور ماہر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ صدرِ اوّل اور متقدمین میں بیش تر ممتاز سیرت نگار محدثین میں شامل رہے ہیں۔ اس بنیاد پر یہ کہنا بالکل درست ہو گا کہ حدیث اور سنتِ رسولؐ سیرت النبیؐ کے بنیادی ماخذ، سیرت نگاری کی اساس وبنیاد اور بنیادی سرچشمے ہیں، جن کے بغیر سیرت نگاری اور تدوینِ سیرت کا تصور بھی محال ہے۔ تدوین سیرت اور سیرت نگاری میں حدیث کی عظمت واہمیت کے حوالے سے ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری سیرتِ طیبہ پر اپنی کتاب (جو حدیثی منہج پر تالیف کی گئی ہے) "السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ" میں لکھتے ہیں:

> "جہاں تک سیرتِ مُطہرہ کی تحقیق میں حدیث کی اہمیت کا تعلق ہے، تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ احادیثِ نبویؐ، اسلامی عقائد وآداب کی تشریح ووضاحت کرتی ہیں، اور احکام سے متعلقہ احادیث عبادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، معاشی، مالیاتی اور ملکی نظم ونسق سے متعلق قوانین کو واضح کرتی ہیں "علمِ حدیث" اور ان جملہ رویوں کی معرفت کے بغیر کہ جن کا ذکر احادیثِ نبویؐ میں آیا ہے، جو نبی اکرم ﷺ اور دورِ رسالت کی ثقافتی، معاشی، معاشرتی اور انتظامی زندگی سے متعلق ہیں، ان کے بغیر اسلام کے تصور کی تکمیل ناممکن ہے۔"[1]

تدوینِ سیرت میں حدیثی منہج:

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے "السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ" میں تیسری صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک ایسے کئی نامور محدثین کی نگارشاتِ سیرت کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے اپنی نگارشات میں حدیثی منہج کو بنیاد بنا کر سیرت نگاری میں اہم کردار ادا کیا۔ امامُ المحدثین حافظ محمد عیسیٰ بن سورۃ ترمذیؒ (210-279ھ) کو محدثین کے طبقے میں اس لحاظ سے امامت اور جلالت حاصل ہے کہ موصوفِ محترم نے "الشمائل النبویۃ والخصائص المصطفویۃ" (شمائل ترمذی) مُدون کر کے سیرت نگاروں کو ایک نئی جہت اور نیا اسلوب عطا کیا۔ امام ترمذیؒ نے شمائل نبوی پر مشتمل احادیث اور روایات کو جمع کر کے "تدوینِ حدیث" و "تدوینِ سیرت" کے حوالے سے ایک نئی تاریخ رقم کی۔ یہ حدیث وسیرت پر مشتمل اس فن کی مشہور تالیف ہے۔ حدیث وسیرت کی یہ وہ پہلی کتاب ہے جس نے بعد کی کتبِ سیرت وشمائل کے مندرجات کو ایک نئی سمت عطا کی۔ "شمائل ترمذی" اس حقیقت کی بھی آئینہ دار ہے کہ حدیث وسیرتِ رسولؐ میں چولی دامن کا ساتھ اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں نیز یہ کہ حدیث وسیرت کا منبع وسرچشمہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ، آپ ﷺ کے اقوال وافعال، خصائل وشمائل اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہے۔ حدیث وسیرت کا حسین امتزاج "الشمائل النبویۃ" کو امام ترمذیؒ نے چار سو احادیث کی مدد سے مرتب ومدون کیا اور انہیں 56 ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ یہ ایک تاریخ ساز حقیقت ہے کہ حدیث نبویؐ اور سیرتِ طیبہ کی تدوین اور اب تک اس کے ابلاغ میں کلیدی اور نمایاں کردار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کا ہے۔صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ، آپ ﷺ کے فرامین وارشادات، آپؐ کے خصائل وشمائل، اخلاق وعادات، سیرت النبیؐ اور حیاتِ طیبہ سے متعلق امور کی روایت، حفاظت اور تدوین کے لئے کس قدر مربوط، مہتم بالشان اور بھرپور اہتمام کیا وہ اسلامی تاریخ کا ایک حیران کن اور معجزہ نما کارنامہ ہے۔

تدوینِ سیرت وحدیث کے لئے اہلِ علم کی کاوشیں:

نامور مؤرخ اور محدث حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بہ خطیب بغدادی نے "الرحلۃ فی طلب الحدیث" میں، نورالدین عمر نے "الزیادات علی کتاب الرحلۃ" میں اور علامہ شیخ عبدالفتاح ابو غدۃ نے اپنی بے مثال تالیف "صبر العلماء علیٰ شدائد العلم" میں ایسے ان گنت واقعات بیان کیے ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور محدثینِ کرامؒ نے ایک ایک حدیث کی سند، اس کے متن اور خود احادیثِ نبویؐ کی حفاظت اور تدوین کے لیے شہر شہر، قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر کی کئی ماہ پر مشتمل بلادِ اسلامیہ میں طویل اور پُرمشقت سفر کیے اور احادیثِ نبویؐ کی روایت، حفاظت اور تدوین میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ جس کے ذریعے بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرت النبیؐ کا ہر نقش امت تک پہنچا، اس غرض سے صحابیِ رسول حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کئی ماہ کا طویل سفر کر کے حضرت عقبہ بن عامر الجہنی جو رسول اللہ ﷺ کے خدام خاص میں شامل رہے تھے ان کی خدمت میں پہنچے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں انہیں اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی عبداللہ بن اُنیس شام میں مقیم ہیں، ان کے پاس ایک ایسی حدیث ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نہیں سنی، اس غرض سے وہ ایک ماہ کا طویل سفر کر کے دمشق پہنچے، حدیثِ نبوی حاصل کر کے واپس طویل سفر کیا اور مدینہ منورہ تشریف لے آئے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث کے حصول کے لیے مدینہ منورہ سے مصر تشریف لے گئے۔ میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی ایک حدیث کے لیے مدینہ منورہ سے مصر تک کا طویل سفر کیا، صحابیِ رسولؐ حضرت عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک حدیث جو انہوں نے نہیں سنی، وہ حضرت علی رضی اللہ کے پاس ہے، یہ مدینہ منورہ سے چلے کوفہ پہنچے، سفر کی طویل مشقتیں برداشت کیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے حدیث سنی روایت کی اسے یاد کیا اور واپس طویل سفر کے بعد مدینہ منورہ پہنچے۔(روایتِ حدیث کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے متعدد اور طویل اسفار کا تاریخ، تذکرہ، اسماء الرجال اور حدیث سے متعلق مختلف کتب ملتی ہے۔[2]

علمِ حدیث جو اسلامی شریعت، فقہِ اسلامی اور خود سرورِ کونین، نبی الثقلین، سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت کا کلیدی اور بنیادی ماخذ اور حیاتِ طیبہ کا مثالی سرچشمہ ہے، علم حدیث اور اس کی تدوین بلاشبہ، انسانی تاریخ کا ایک منفرد اور بے مثال علمی کارنامہ ہے، یہ ایک ایسا بے نظیر علم ہے جن کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے، انسانی تاریخ میں سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث وسنن اور علمِ حدیث کے سوا ایسا کوئی علم موجود نہیں ہے، جس کا مقصد کسی ایک شخصیت کے اقوال وافعال، خصائل وشمائل، فرامین وتعلیمات کو محفوظ رکھنا، اور یہ ہر قسم کے شک وشبے سے پاک کر کے اس طرح منقح کر دینا کہ پڑھنے والوں کو ایسا یقین ہو جائے جیسا کہ سورج نکلنے کا یقین ہے، جتنی یہ بات یقینی ہے اتنا ہی اس کو یقینی بنا دینا کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے دہنِ مبارک سے نکلی یا نہیں؟ یہ انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کاوش ہے دنیا میں ہر طرح کی معروف اور ممتاز شخصیات گذری ہیں اور تاریخ کے ہر دور میں موجود ہیں، جن کے ماننے والوں کی تعداد رسول اللہ ﷺ کے پیروکاروں سے زیادہ ہے، حضرت موسیٰؑ کو جو لوگ مانتے ہیں، ان کی تعداد ان سے بہت زیادہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں اس لیے کہ حضرت موسیٰؑ کے ماننے والوں میں یہودی بھی شامل ہیں، عیسائی اور مسلمان بھی حضرت ابراہیمؑ کو ماننے والوں میں تینوں الہامی مذاہب سے وابستہ افراد یہودی، عیسائی اور مسلمان سب شامل ہیں لیکن ان میں سے کسی بھی جلیل القدر پیغمبر کے اقوال

وافعال اور ارشادات وتعلیمات کو محفوظ رکھنے کا ان کے ماننے والوں سے ایک لاکھواں اہتمام بھی نہیں کیا، ایک کروڑواں اہتمام بھی نہیں کیا، جتنا اہتمام اہلِ ایمان نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث، آپؐ کے ارشادات آپؐ کی تعلیمات (اور اس کے ذریعے آپؐ کی سیرت، حیاتِ طیبہ اور خصائل وشمائل) کو محفوظ ومدون کرنے میں کیا ہے، بلاشبہ علمِ حدیث مسلمانوں کی " ACCUMULATIVE GENIUS" کا بے مثال نمونہ ہے۔

انسانی تاریخ میں کوئی ایسا فن نہیں ہے جس میں معلومات کے انبار معلومات کے پہاڑ اور معلومات کے سمندر اس طرح سموئے دئے گئے ہوں، جس طرح علمِ حدیث میں جمع کیے گئے ہیں۔[3]

محدثین کرام نے بے انتہاء جدوجہد، انتہائی کوشش وکاوش اور مقدور بھر مساعی کے نتیجے میں احادیثِ نبویہ کو مدون کیا، اور بعد ازاں سیرت نگاروں نے حدیثِ نبویؐ، سنتِ رسولؐ، آپؐ کے اقوال وافعال، فرامین وارشادات، خصائل وشمائل اور آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے ایک ایک عنوان اور ایک ایک موضوع پر ایسا بے مثال ذخیرہ محفوظ ومدون کیا، جس کی مثال اور نظیر پوری انسانی تاریخ اور انسانی علوم میں نہیں ملتی۔

سیرتِ طیبہ کی حفاظت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کلیدی کردار:

اسلامی تاریخ اور کتبِ سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد حیاتِ نبویؐ کے آخر سال "حجۃ الوداع" میں ایک لاکھ سے متجاوز تھی، یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن میں سے کم وبیش ہر فرد نے امام الانبیاء، سید المرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ، آپؐ کی سیرتِ پاک، آپؐ کے اقوال وافعال اور ارشادات وتعلیمات کا کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا اور تدوینِ حدیث اور تدوینِ سیرت انجام دی۔ سن 11ھ میں سرورِ کائنات، فخرِ موجودات امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا وصال ہوا اور تقریباً 40 اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عالمِ وجود میں رونق افروز رہے، جب کہ سن 60ھ تک اصاغر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو عہدِ نبویؐ میں کم سن تھے خاصی تعداد موجود تھی اور پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے تک اس نورِ نبوت کا تقریباً ہر چراغ گُل ہو گیا اس کا اندازہ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں وفات پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لگایا جا سکتا ہے، جن کے نام اور سالِ وفات یہ ہیں:

1) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ (شام) سن 86ھ

2) حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سن 86ھ

3) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ (کوفہ) سن 87ھ

4) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ (مدینہ منورہ) سن 91ھ

5) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (بصرہ) سن 93ھ

جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن اصحاب رضی اللہ عنہم کی سب سے زیادہ روایتیں ہیں، گویا آپ ﷺ کے اقوال وافعال، آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ سیرتِ پاک، سنن واحادیث، روایات، فرامین وارشادات کا جو گراں بہا ذخیرہ ہم تک ان کے ذریعے پہنچا، ان کے اسمائے گرامی اور مرویات کی تعداد (جس میں بلاشبہ ایسی روایات اور احادیث بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ کے خصائل وشمائل، ارشادات وتعلیمات، حیاتِ طیبہ اور سیرتِ پاک سے متعلق ہیں) حسبِ ذیل ہیں:

1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ- 5374

2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ- 2266

3) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا- 2210

4)حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ- 1630
5)حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ- 1560
6)حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ-1286
7)حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ- 1170[4]

یہی وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کی روایت کردہ احادیث ومرویات آج سیرتِ نبوی ؐ کا سب سے بڑا اور گراں بہا یہ ہیں جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بالواسطہ فیض اٹھانے اور ان کی روایتوں کو حفظ اور مدون کرنے والوں کی تعداد حد وشمار سے باہر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد ازاں تابعینؒ نے قوتِ حفظ کو معراجِ کمال تک پہنچایا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرت پاک کے حوالے سے ایک ایک واقعے اور ایک ایک حدیث کو اس طرح زبانی سن کر حفظ اور یاد کیا کرتے تھے جیسے آج ہم قرآنِ کریم حفظ اور یاد کرتے ہیں۔ چناں چہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ایک ایک محدث کئی کئی ہزار اور کئی کئی لاکھ حدیثیں زبانی یاد کرتا اور یاد رکھتا تھا۔[5]

ان تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ سیرتِ نبوی کی تدوین میں اس کے دوسرے اور بنیادی مصدر احادیثِ نبویہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، نیز یہ کہ سیرتِ نبوی ؐ کی تدوین میں احادیثِ نبوی ؐ کلیدی کردار کی حامل ہیں۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پہلی صدی ہجری کے خاتمے اور دوسری صدی ہجری کی ابتداء میں احادیثِ نبوی ؐ کی تدوین وتالیف کے ساتھ ان کی تبویب وترتیب شروع ہوگئی اور احکام کے استخراج اور استنباط کی باری آئی تو مُحدثین میں مختلف اسالیب ومناہج میں کام ہونے لگا، چناں چہ ایک جماعت نے راویت ودرایت کے اصول پر احادیث وآثار کو جمع کیا، یہ اصحاب الحدیث اور مُحدثین کہلائے، ایک طبقے نے ان احادیث وآثار سے تفقہ وافتاء کے اصول پر احکام ومسائل اور فتاویٰ مرتب کیے، یہ اصحاب الفقہ والفتویٰ کے لقب سے یاد کیے گئے اور ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی وسرایا کی تاریخ کو مدون کیا، یہ "اخباری، مؤرخ، اصحاب السیر والمغازی" اور تینوں جماعتوں نے اپنے اپنے حلقوں میں اپنے کاموں کو آگے بڑھایا۔[6]

تدوینِ سیرت وحدیث کے لئے محدثین اور ائمہ عظام کا مقرر کردہ معیار:

مُحدثین عظام اور اربابِ سیر نے فنِ سیرت اور سیرتِ نبوی ؐ کی تدوین کا جو معیار مقرر کیا، وہ بہت زیادہ بلند تھا۔ چناں چہ اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ سیرتِ نبوی ؐ سے متعلق بیان کیا جائے، اس شخص کی زبان سے روایت اور بیان کیا جائے جو خود شریکِ واقعہ تھا، اور اگر وہ خود شریکِ واقعہ نہ تھا تو شریکِ واقعہ تک تمام راویوں کے نام بہ ترتیب بیان کیے جائیں، اس کے ساتھ یہ تحقیق بھی کی جائے کہ جو حضرات سلسلہ روایت میں آئے، وہ کون تھے؟ کیسے تھے؟ ان کے مشاغل کیا تھے؟ ان کی سیرت وکردار چال وچلن کیسا تھا؟ وہ ثقہ تھے، یا غیر ثقہ؟ سطحی الذین تھے؟ یا نکتہ رس؟ عالم تھے؟ یا جاہل؟

ان جزئی باتوں کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا اور ان کے متعلق پتہ چلانا سخت مشکل تھا، لیکن سینکڑوں، ہزاروں مُحدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صَرف کردیں اور یوں تدوینِ حدیث اور تدوینِ سیرت کے ذریعے قابل صد افتخار علمی سرمایہ امت تک پہنچا اور اس کے نتیجے میں تدوینِ حدیث وتدوینِ سیرت کا قابلِ صد افتخار کام انجام پذیر ہوا۔

اس میں شبہ نہیں کہ علم السیر والمغازی بنیادی طور پر سیرت نگاری کا نقطہ آغاز ہونے کے باجود علمِ حدیث ہی کا ایک حصہ ہے، مُحدثین نے کتبِ حدیث میں "کتاب السیر" اور "کتاب المغازی" کے ابواب باندھے ہیں، جس میں سیر ومغازی سے متعلق امور کو پورے اہتمام سے جمع کیا گیا، بعد ازاں ہی سیرت نگاری کی بنیاد قرار پائے، چناں چہ "علم السیر والمغازی" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال وافعال سے بحث کی جاتی ہے،

جن کا تعلق غزوات و سرایا سے ہے، اسی بنیاد پر امام حاکم نیشاپوریؒ نے مصطلحاتِ حدیث پر اپنی شہرہ آفاق کتاب "معرفۃ علوم الحدیث" میں "علم السیر والمغازی" کو علوم الحدیث کی اقسام میں شمار کرتے ہوئے جامع بحث کی ہے۔[7]

امام حاکم نیشاپوریؒ کی طرح مشہور محدث اور نامور مؤرخ، خطیب بغدادیؒ نے بھی "سیر و مغازی" کو علوم الحدیث میں شمار کرتے ہوئے، اسے متعلقہ علوم میں شامل کیا ہے۔[8]

"تدوینِ سیر و مغازی" کے مؤلف قاضی اطہر مبارکپوری اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

"علم السیر والمغازی علمِ حدیث ہی کا حصہ ہے، کیوں کہ اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور مقررات سے بحث ہوتی ہے، جن کا تعلق غزوات و سرایا سے ہے۔"[9]

اس بحث سے یہ معلوم ہوا کہ "سیرت و حدیث "ایک ہی ذاتِ گرامی کا پرتو اور ایک علم کی شاخیں ہیں، جن کی نسبت امام الانبیاء سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جانب منسوب اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے، چناں چہ جب پہلی صدی کے اختتام اور دوسری صدی کے آغاز میں احادیث نبویؐ کی تدوین و تالیف کے ساتھ ان کی تبویب و ترتیب کا آغاز ہوا اور احکام کے استخراج واستنباط کا عمل شروع ہوا تو مُحدثین کے تین طبقوں (1)اصحاب الحدیث (2)اصحاب الفقہ والفتویٰ اور (3)اصحاب السیر والمغازی میں مختلف اسالیب وانداز پر کام ہونے لگا، مذکورہ تینوں طبقوں کا سرچشمہ ذاتِ رسالتِ مآب ﷺ اور آپ ﷺ کی احادیث و سُنن ہیں، بعد کے ادوار میں علوم الحدیث سے وابستہ حضرات مُحدثینؒ اور "سیر و مغازی" سے وابستہ حضرات "اصحاب السیر" یا سیرت نگار کہلائے۔

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی کے الفاظ میں:

"اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ طریق محدثین کرامؒ کے بالمقابل اہلِ سیر کا مقصودِ تالیف اور مقصدِ تدوین ذات وصفاتِ نبوی ﷺ، حالات واکتساباتِ عہدِ نبویؐ، واقعات و معاملات عصرِ نبویؐ، امور واحکامِ دین اور تمام سوانح حیات و کارکردگی کے بارے میں معلومات و مواد جمع کرنا اور انہیں ایک مرتب و مسلسل بیانیہ کی صورت میں تمام شیفتگانِ راہِ الفت تک پہنچانا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ سیر و مغازی کا طریقِ تدوین وتصنیف محدثین کرام سے جداگانہ اسلوب کا حامل ہے، وہ اخبارِ آحاد اور روایات واحادیث کو ان کے موضوعاتی مرتبہ و محل کے اعتبار سے اپنی طرف سے مدون مرتب کرتے اور حیطہء سوانح میں تاریخی ترتیب وواقعات کے مطابق گُوندھ کر پیش کرتے ہیں، ان کے ہاں سند اسی بناء پر اتنا اہتمام نہیں ہوتا کہ وہ اخبار آحاد کے تسلسل وار میں مانع ہوتی ہے۔"[10]

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی مزید لکھتے ہیں:

"اہلِ سیر (سیرت نگار) مختلف رُواۃ واخباریوں کی متعدد روایات میں موضوعات و مضامین کے لحاظ سے ادخال وادغام کا کام بھی کرتے ہیں، گونا گوں امور و معاملات پر مشتمل روایتِ واحدہ اور خبرِ واحدہ کو مضمون و تاریخ کے لحاظ سے اجزاء میں منقسم کرتے ہیں اور پھر نقطہ آغاز سے نقطہ اختتام تک (رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ پاک کے) تمام مراحلِ حیات کا بیانیہ بہ ایں طور پیش کرتے ہیں کہ وہ ایک مسلسل ومربوط اور جاری وساری بیانیہ حیاتِ نبوی ﷺ بن جاتا ہے۔"[11]

اصحاب الحدیث اور اصحاب السیر دونوں نے اپنی بساط اور بھرپور کوشش وکاوش کے نتیجے میں حدیث وسیرت کی تدوین میں نمایاں خدمات انجام دیں، جس کے نتیجے میں حدیث وسیرت کی تدوین عمل میں آئی، البتہ اصحاب الحدیث اور اصحاب السیر والمغازی میں بعض باتوں میں فرق ہے، چناں چہ اصحاب الحدیث تین امور کو جمع کرتے ہیں:

(1) رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

(2) آپ ﷺ نے کیا کیا؟

(3) آپ ﷺ کے سامنے یا آپ ﷺ کے دور میں کیا کیا گیا؟

"اصحاب سیرت" بھی انہی تین امور کو جمع کرتے ہیں، اس لحاظ سے کام دونوں کا ایک ہے، اس کے باجود دونوں میں فرق ہے، اصحابِ حدیث کا مقصود بالذات احکام کو جاننا ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے ان کی بحث ضمناً یا التزاماً ہوتی ہے اور اصحاب سیر کا مقصود بالذات رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور آپ ﷺ کی سیرتِ مقدسہ کو جاننا ہے۔ احکام کی بحث ضمناً ہوتی ہے۔ اس بناء پر محدثین کی تمام تر قوت اس بحث میں صرف ہوتی ہے کہ اس قول یا فعل کا انتساب رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح ہے یا نہیں؟

جب کہ اصحاب السیر کے نزدیک اس کے ساتھ دو باتیں اور دریافتِ طلب ہوتی ہیں، ایک یہ کہ آپ ﷺ نے ایسا کسے کہا؟ یا کب کہا؟ دوسرے یہ کہ ایسا کہنے یا ایسا کرنے کی کیا وجہ اور کیا حکمت تھی؟ یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال کو مسلسل اور مربوط کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، اس لحاظ سے اصحابِ حدیث کی جماعتیں الگ الگ بن گئیں اور معیارِ تحقیق دونوں جدا جدا ہو گیا۔[12]

تدوین وعلومِ سیرت کا ارتقائی جائزہ:

تاریخی حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "حدیث وسیرت "کا منبع وسرچشمہ ایک ہے، رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی، آپ ﷺ کے اقوال وافعال، آپ ﷺ کی حیات وتعلیمات، آپ ﷺ کے فرامین وارشادات گویا "حدیث وسیرت "لازم وملزوم ہیں، سیرت نبویؐ اور حدیثِ نبویؐ میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عہدِ نبویؐ میں اس کا ارتقاء حدیثِ نبویؐ کی صورت میں ہوا، اس لیے کہ "حدیث اور سیرت "دونوں کا تعلق رسالت مآب، سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قول، فعل، تقریر اور حُلیہء مبارک سے رہاہے۔ جس میں آپ ﷺ کے خصائل وشمائل بھی شامل سمجھے جاتے تھے۔ عصر حاضر کے معروف محقق اور ممتاز سیرت نگار ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی کے بقول:

"رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ان دونوں مضامین (حدیث وسیرت) کے درمیان نہ فرق تھا اور نہ کوئی حدِ فاصل کھینچی جاتی تھی۔ ہر امر ومعاملہ، واقعہ وحادثہ اور صورت وحالت جس کا تعلق ذراسا بھی ذاتِ نبویؐ سے ہوتا، وہ حدیثِ نبویؐ کا حصہ بن جاتا تھا، ابتدائی عہد خاص کر رسولِ اکرم ﷺ کے دور مبارک کے جو حدیثی صحیفے معلوم ہیں، وہ اس تعلقِ خاطر کے گواہ ہیں۔"[13]

بعد ازاں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہی تابعینؒ کا ایک طبقہ ایسا وجود میں آیا جس نے حدیث کے ساتھ ساتھ سیرتِ نبویؐ پر خاص توجہ کی اور رفتہ رفتہ انہوں نے "سیرت "کو "حدیث "سے ایک الگ، ممتاز مقام بخش دیا، جس کے نتیجے میں "سیرت "حدیث سے الگ ایک موضوع یا مضمون بن گیا، یہ بہت زمانہ ساز اور عہدِ آفرین رجحان تھا، اس نے حدیث سے سیرت کو نہ صرف الگ کیا بلکہ، اسے ایک آزاد وخود مختار مرتبہ اور ممتاز ومنفرد مقام عطا کر دیا۔ تاہم اس دور کی سیرت نگاری اور تدوینِ سیرت میں "سیرت "کی جگہ "مغازی "کو اصطلاح کا درجہ یا جدید موضوع کا سیر نامہ قرار دیا گیا۔ چناں چہ پہلی صدی ہجری کے آواخر سے پانچویں صدی ہجری کے آواخر تک ایسے پچاس سے زائد صاحبانِ مغازی کا پتہ چلتا ہے، جنہوں نے اپنے اسلوب ومنہج کی روشنی میں "مغازی "کو مرتب ومدون کیا اور سیرت نگاری یا تدوینِ سیرت کی داغ بیل ڈالی۔ ان معروضات کی تفصیل کے لئے قاضی اطہر مبارکپوریؒ کی کتاب تدوینِ سیر ومغازی کا مطالعہ مفید رہے گا جنہوں نے اپنی کتاب کا بنیادی موضوع ہی سیرتِ طیبہ اور مغازوی کی تدوین اور اس کا ارتقاء ہے۔[14]

یہ بھی ایک تاریخ ساز حقیقت ہے کہ پہلی صدی ہجری کے اختتام اور دوسری صدی ہجری کے اوائل میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور ہی میں تابعینِ عظامؒ میں مُحدثین کا ایک ایسا طبقہ وجود میں آیا جس نے حدیث نبویؐ کی تدوین و تالیف کے ساتھ ساتھ "تدوینِ سیر ومغازی" کی صورت میں تدوینِ سیرت، یا سیرت نگاری پر بھرپور توجہ دی اور آخر کار انہوں نے سیرتِ نبویؐ کو حدیثِ نبویؐ سے علیٰحدہ، جداگانہ اور ممتاز مقام عطا کیا، جس کے نتیجے میں "سیرت" "حدیث" سے الگ ایک ممتاز اور جداگانہ موضوع اور مضمون کی شکل اختیار کر گیا۔ بعد ازاں اسی اسلوب اور منہج پر اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں سیرت نگاروں نے ہمہ جہت اسالیب اور ہمہ جہت مضامین و موضوعات پر سیرت النبیؐ پر قابلِ فخر اور گراں قدر علمی سرمایہ مرتب و مدون کیا جو آج اسلامی تاریخ، اسلامی تہذیب اور اسلامی علوم کا قابلِ صد افتخار و گراں بہا سرمایہ ہے۔ جس کی عظمت کا اعتراف نامور مستشرق نے ان تاریخ ساز الفاظ میں کیا:

"Biographers of the prophet Muhammad from a long series it is impossible to end but in which to find a place would be honorable."[15]

ترجمہ: "محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت و تکریم ہے۔"

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس عظیم علم میں مزید ترقی آتی گئی، اور سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر مستقل تصانیف وجود میں آنے لگیں، چنانچہ بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ سیرتِ طیبہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے ہر پہلو پر اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے جس کی نظیر انسانی دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی، اور یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ سیرت ایک سدا بہار اور تسلسل والا موضوع ہے۔

خلاصہ بحث:

اس بحث سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

1۔ سیرت وحدیث دونوں کا تعلق نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے ہے اس لئے ان دونوں علوم کی جتنی خدمت کی گئی ہے وہ مثالی اور قابلِ فخر ہے۔

2۔ اصحاب الحدیث اور اصحاب السیر دونوں نے بھرپور کاوش کے نتیجے میں حدیث وسیرت کی تدوین میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

3۔ محدثین نے سیر ومغازی کو علوم الحدیث میں شمار کیا ہے۔

4۔ مُحدثین عظام اور اربابِ سیر نے فنِ سیرت کی تدوین کے لئے مثالی معیار قائم کر رکھا ہے۔

5۔ حضرات صحابہ کرام اور محدثین نے حدیث وسیرت کی حفاظت و تدوین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔

6۔ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں تدوینِ سیرت کا آغاز ہوا، جس کی ابتدائی صورت مغازی کی شکل میں سامنے آئی۔

حوالہ جات

[1] اکرم ضیاء العمری، ڈاکٹر، السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ص53۔

[2] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

الرحلۃ فی طلب الحدیث، احمد بن علی بن ثابت، الخطیب البغدادی، ص:91-101۔

الکفایۃ فی علم الروایۃ، احمد بن علی بن ثابت، الخطیب البغدادی، دار ابن کثیر، بیروت، ص402 تا ص403۔

جامع بیان العلم وفضلہ، ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص93-94

استدراک الزیادات علیٰ کتاب العلم، نورالدین عتر، دار القلم، دمشق، ص140-145

صبر العلماء علیٰ شدائد العلم، عبد الفتاح ابو غدۃ، دار ابن کثیر، ص26 تا37

[3] محمود احمد غازی، ڈاکٹر / محاضراتِ حدیث، ص28،29۔

[4] سید سلیمان ندویؒ، خطباتِ مدراس، لاہور، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، ص46،48

[5] ایضاً خطباتِ مدراس، ص50۔

[6] قاضی اطہر مبارکپوریؒ، تدوینِ سیر ومغازی، دارالنوادر، لاہور، 2005ء، ص17۔

[7] نیساپوری، عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، دار ابن حزم، بیروت، ص338۔

[8] بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، المعروف بخطیب بغدادی، مشرف اصحاب الحدیث، مطبوعہ بیروت، ص8۔

[9] مبارکپوری، قاضی محمد اطہر، تدوینِ سیر ومغازی، ص15۔

[10] محمد یاسین مظہر صدیقی، سیرت نگاری کا صحیح منہج، مشمولہ: مقالاتِ سیرت نبویؐ، عبد الرؤف ظفر، ڈاکٹر، بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی، 2009ء، (1/68)

[11] ایضاً محمد یاسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر / سیرت نگار کا صحیح منہج، حوالہ سابقہ 1/68۔

[12] تدوینِ سیر ومغازی ص17۔

[13] محمد یاسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، مصادرِ سیرتِ نبویؐ، لاہور، دارالنوادر، 2016ء، ص17۔

[14] نیز ملاحظہ ہو: فاروق حمادہ، ڈاکٹر، مصادر السیرۃ النبوۃ وتقویمھا، مطبوعہ دار القلم، دمشق 1435ھ۔

صلاح الدین المنجد، معجم ماالف عن رسول اللہ ﷺ، مطبوعہ دار الکتاب، 1402ھ۔

محمد یاسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، مصادرِ سیرتِ نبویؐ، مطبوعہ دارالنوادر، لاہور 2016ء۔

مہدی رزق اللہ، ڈاکٹر، سیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلیۃ، مطبوعہ بیروت 1412ھ۔

عماد الدین خلیل، ڈاکٹر، دراسۃ فی السیرۃ، مطبوعہ بیروت، 1394ھ۔

[15] (Morgolueth, Professor Muhammad and the rise of Islam, New York, 1950)